علامہ نیمویؒ

اور

آثار السنن

مقالہ نگار

شایان احمد صدیقی

متعلم تخصص فی علوم الحدیث

جامعہ علوم اسلامیہ علامہ بنوری ٹاون کراچی پاکستان

علامہ نیمویؒ اور آثار السنن

(۱)

از: شایان احمد صدیقی
متعلّم تخصص فی علوم الحدیث، بنوری ٹاؤن کراچی

برصغیر پاک وہند کے مطلع پر جب اسلام کا آفتاب طلوع ہوا تو اس کی روشنی نے یہاں کے افراد کی علمی وعملی صلاحیت کو جلا بخشی، جس کی بدولت اقوام برصغیر نے وہ کارہائے نمایاں انجام دیے کہ وہ علمائے دہر کی اولین صفوں میں شامل ہوگئے۔ یہاں کی مٹی سے ان نفوس قدسیہ نے جنم لیا جو دنیائے علم وادب کے لیے باعث صد افتخار ہیں۔ شیخ علی متقیؒ (۹۷۵ھ) صاحب ''کنز العمال''، علامہ طاہر پٹنیؒ (۹۸۶ھ) صاحب ''مجمع بحارالانوار'' اور خانوادۂ ولی اللہؒ سے لے کر کاروان علمائے دیوبند اس کا شاہد عدل ہیں۔ تیرھویں صدی ہجری میں اس عظیم قافلے کے ایک فرد علامہ ظہیر احسن شوقؔ نیمویؒ نے اس دنیائے رنگ وبو میں آنکھ کھولی اور اپنی تصانیف سے ایک عالم کو سیراب کیا۔ آپ کی تصنیف ''آثار السنن'' کو شہرت دوام حاصل ہے۔ ذیل میں علامہ نیمویؒ کے حالات کا ذکر اور ان کی کتاب کا مفصل تعارف پیش کیا جاتا ہے۔

ولادت باسعادت: علامہ نیمویؒ ۱۲۷۸ھ/۱۸۶۱ء کو اپنی خالہ کے گھر موضع صالح پور میں پیدا ہوئے۔

نام ونسب: آپ کا نام محمد ظہیر احسن، کنیت ابوالخیر اور دنیائے شعر وادب کا تخلص ''شوق'' ہے، جب کہ مادۂ تاریخ ولادت سے تاریخی نام ''ظہیر الاسلام'' بعدد ۱۲۷۸ھ ہے۔ موضع نیمی[1] ضلع پٹنہ آپ کا وطن مالوف ہے۔ اور اسی نسبت سے نیموی مشہور ہیں۔ انتالیس (۳۹) واسطوں سے آپ کا نسب سیدنا حضرت ابوبکر صدیقؓ سے ملتا ہے۔ علامہ نیمویؒ اپنے نام، کنیت اور تخلص کو منظوم بیان کرتے ہوئے ایک رباعی میں فرماتے ہیں:

شوق است تخلصم ظہیر احسن نام　　　در قریہ دلنواز نیمی از مقام
شد از پئے کنیتم ابوالخیر الہام　　　تاریخ تولدم ظہیر الاسلام

آپ کے والد شیخ سبحان علی صدیقی موضع نیمی کے معزز اور صاحب علم آدمی تھے۔ آپ کے

والد ماجد نے دو نکاح کیے تھے اور علامہ نیمویؒ دوسری بیوی کے بطن سے تھے۔

تعلیم وتربیت: علامہ نیمویؒ کی عمر جب چھ سال کی ہوئی تو مکتب میں تعلیم کے لیے بٹھا دیے گئے جہاں آپ نے شیخ عبدالوہاب المعروف شاہ دیدار علی (متوفی ۱۲۹۲ھ) سے فارسی کی ابتدائی تعلیم حاصل کی۔ عربی کی تعلیم اپنے والد شیخ سبحان علی صدیقی (۱۲۹۶ھ) اور دیگر اساتذۂ فن سے حاصل کی۔

علامہ نیمویؒ کی فطرت میں باری تعالی نے بچپن ہی سے ذہانت وفطانت ودیعت رکھی تھی۔ اس لیے اساتذہ کے محبوب رہے۔ آپ کے والد چونکہ علم دوست آدمی تھے اور ان کی خواہش تھی کہ ان کا یہ ہونہار سپوت اچھی استعداد کا عالم بنے؛ اس لیے ایک مرتبہ مدرسہ میں تاخیر ہوجانے کی وجہ سے والد صاحب نے تنبیہ فرمائی۔ اس تادیبی کاروائی کو اللہ جل شانہ نے بارآور کر دکھایا اور علامہ نیموی کی صورت میں ایک عظیم محدث جلوہ نما ہوا۔

ابتدائی تعلیم کے بعد عظیم آباد (پٹنہ) گئے اور وہاں عربی کے مشہور عالم مولانا محمد سعید حسرت عظیم آبادی (۱۳۰۴ھ) کی خدمت میں رہ کر عربی زبان وادب کی تکمیل کی۔

۱۲۹۶ھ میں مدرسہ چشمۂ رحمت غازی پور گئے اور مفتی محمد فرنگی محلّی کے پاس ٹھہرے، پھر آپ میر نور علی استانوی کے گھر میں قیام پذیر ہوئے اور اسی مدرسہ میں رہ کر مفتی محمد، شیخ عبداللہ اور دیگر مشاہیر فن سے کسب فیض کیا۔ علامہ نیمویؒ غازی پور میں تقریبا چار برس قیام پذیر رہے اور اس دوران کتب متوسطہ متداولہ کی تکمیل کی۔

اس وقت شمال مشرقی ہندوستان میں علمائے فرنگی محل کے فضل اور تفقہ کا آفتاب اپنی آب وتاب کے ساتھ جلوہ نما تھا اور دور دور تک ان کے فضل وکمال کا شہرہ تھا۔ اطراف عالم سے طالبان علوم نبوت اپنی تشنگی دور کرنے کے لیے وہاں کا رخ کرتے تھے۔ فرنگی محل کے مسند درس پر علامہ عصر علامہ عبدالحئ لکھنوی (۱۳۰۴ھ) متمکن تھے؛ اس لیے آپ نے لکھنؤ جا کر ان سے کسبِ فیض کیا اور تفسیر، حدیث، فقہ اور اصول فقہ کی کئی کتابیں پڑھیں۔ ان کی صحبت میں رہ کر علامہ نیمویؒ نے علم حدیث میں خاص ملکہ پیدا کیا جس کا ظہور بعد میں ''آثار السنن'' کی صورت میں جلوہ گر ہوا۔

اس دوران آپ کی بلند ہمت طبیعت نے اسی پر بس نہیں کیا؛ بلکہ ان علوم کے ساتھ ساتھ آپ فن طب کی طرف بھی متوجہ ہوئے اور حکیم باقر حسین سے فن طب میں اکتساب فیض کیا اور اس میں مہارت تامہ پیدا کی۔

لکھنؤ میں آپ کے قیام کا زمانہ پانچ برس کا ہے۔ اس دوران آپ نے علوم تفسیر، حدیث،

اصول، فقہ اور طب کی منتہی کتابیں پڑھیں اور رسمی تعلیم سے فراغت حاصل کی اور وطن واپس ہوئے۔

حضرت مولانا فضل رحمٰن گنج مرادآبادیؒ کے آستانہ پر: علامہ نیمویؒ اپنی تمام تر علمی، ادبی اور سفری مشاغل کے باوجود کبھی یادِ خدا سے غافل نہ رہے۔ ہردم ذکر الٰہی میں لگے رہتے۔ ایک مرتبہ کسی شیخ کے دستِ حق پرست پر بیعت ہونے کا داعیہ قلب میں پیدا ہوا تو حضرت مولانا فضل رحمٰن گنج مرادآبادیؒ (۱۳۱۲ھ) کی خدمت میں حاضر ہوئے اور بیعت کے ساتھ ساتھ تمام کتب حدیث کی سند عموماً اور مسلسلات کی سند خصوصاً ان سے حاصل کی؛ چنانچہ موصوف کا بیان ہے:

"لما حضرت عنده بعدما فرغتُ عن تحصيل الكتب الدرسيه من المعقولات والمنقولات، حدثني بحديث الرحمة المسلسل بالأولية وهو أول حديث سمعته منه..... ثم قراءت عليه عدة أحاديث من الجامع الصحيح للإمام البخاري رحمه اللّٰه عليه الباری، ثم أجازني بجميع مرويات من الأحاديث وببعض من الأوارد التي هي لَخير الدارين"[۲].

"جب میں علوم متداولہ سے فراغت کے بعد ان کے پاس پہنچا تو انھوں نے سب سے پہلے مجھے حدیثِ رحمت سنائی، اس کے بعد میں نے آپ سے بخاری شریف کی چند احادیث پڑھیں، تو آپ نے مجھے تمام مروی احادیث اور بعض ان اوراد و وظائف کی بھی اجازت دی جو دونوں جہاں کی فلاح کے لیے ہیں"۔

شیخ عبدالحق مہاجر مکیؒ سے روایت حدیث کی اجازت: حضرت مولانا فضل رحمٰن گنج مرادآبادیؒ کے علاوہ علامہ نیمویؒ کو شیخ عبدالحق مہاجر مکیؒ سے بھی روایت حدیث کی اجازت حاصل ہے۔ شیخ عبد الحق نے علامہ کو یہ اجازت ایک خط کے جواب میں دی تھی۔ شیخ نے لکھا:

"قد اجزت الهمام المذكور بجميع ما يجوز لى روايته من كتب الحديث ومن كتب التفسير وبجميع الأوراد والأذكار، وغيرها إجازة عامة تامة"[۳].

"میں اس عالی ہمت شخص کو تمام کتب حدیث وتفسیر اور ان تمام اوراد واذکار کی روایت کی اجازت دیتا ہوں جن کی مجھے اجازت حاصل ہے"۔

اساتذۂ فن: آپ نے علوم عربیہ اور تفسیر وحدیث شمس العلماء مولانا محمد سعید حسرت عظیم آبادیؒ، مولانا محمد عبدالاحد شمشاد لکھنویؒ، مولانا محمد عبدالحی محدث لکھنویؒ، مولانا محمد عبداللہ غازی پوریؒ سے حاصل کیے۔ علم طب حکیم باقر حسین لکھنوی سے حاصل کیا۔ علم سلوک وطریقت حضرت مولانا

فضل رحمٰن گنج مرادآبادیؒ سے حاصل کیے اور علم عروض ونظم امیر اللہ تسلیم لکھنویؒ سے حاصل کیا۔

علامہ نیمویؒ کے اساتذہ میں مولانا عبداللہ غازی پوری غیر مقلد تھے اور علم طب کے استاد حکیم باقر حسین لکھنوی شیعہ تھے۔

علامہ نیمویؒ کو تفسیر، حدیث، فقہ اور دوسرے علوم وفنون کی اجازت حضرت شاہ محمد عبدالحق مہاجر مکیؒ اور شاہ فضل رحمٰن گنج مرادآبادیؒ سے حاصل ہے۔

ذوق شعر وادب: اللہ تعالی نے بچپن سے ہی علامہ نیمویؒ کو شعر وادب کا پاکیزہ ذوق عطا فرمایا تھا۔اس ذوق کو شیخ سعدیؒ کی ''گلستان'' نے جلا بخشی اور آپ نے ابتدائی کتب کی تعلیم کے دوران ہی شعر کہنا شروع کردیا تھا۔آپ کے والد محترم نے ابتدائی تعلیم کے زمانے میں آپ کو اساتذہ فن کے بہت سے اشعار یاد کروادیئے تھے۔علامہ نیمویؒ اور ان کے ہم عصر آپس میں بیت بازی کا مقابلہ کرتے اور علامہ اس مجلس میں ہمیشہ اپنے ہم عصروں پر سبقت لے جاتے۔علامہ نیمویؒ جب کبھی ایسی مجالس میں شعر کا کوئی ایک مصرعہ بھول جاتے تو فوراً ہی اس کے وزن پر دوسرا مصرعہ اپنی طرف سے کہہ دیا کرتے اور کسی کو اس کا شائبہ بھی نہ ہوتا تھا کہ یہ شیخ کی اپنی اختراع ہے۔

علامہ نیمویؒ کے تخلص اختیار کرنے کا واقعہ یوں ہے کہ ایک مرتبہ استاد میر ذاکر حسین غازی پوری نے شعراء کو اس بحر میں شعر کہنے کی دعوت دی۔

جامۂ ہستی میرے تن پر بہت بوسیدہ ہے

علامہ نیمویؒ کے ایک بے تکلف دوست اور ہم سبق سید محمد شفیع جو ''موج'' تخلص کرتے تھے، انھوں نے اس بحر میں شعر کہا اور اپنے دوست علامہ نیموی سے اصرار کیا کہ وہ بھی اس بحر میں اشعار کہیں۔علامہ نیمویؒ کے فطری ذوق نے موج مارا اور آپ نے اس بحر میں ایک طویل نظم کہی اور اپنا تخلص ''شوق'' اختیار کیا۔یہ آپ کی پہلی باقاعدہ نظم تھی جو آپ نے غازی پور میں کہی:

کارگر کیا مرہم کافور ہوا اے چارہ گر — زخم دل شوق محبت سے نمک پاریدہ ہے
کردیا آتش فرقت نے کس کس کو کباب — چشم ہے گریاں تو بریاں یہ دل آزردہ ہے
مثل سنبل ایک الجھن میں پڑا رہتا ہوں میں — جب سے میرا دل اسیر کاکل ژولیدہ ہے
موسم گل ہے اکڑتے ہیں جوانان چمن — آہ محبوس قفس ایک بلبل شوریدہ ہے

کر تجسس گوہر مقصود مل جائیں گے شوق
دل کے ویرانے میں گنج معرفت پوشیدہ ہے

اس کے بعد علامہ نیمویؒ اپنے اسی بے تکلف دوست کے ہمراہ استاد محمد شمشاد لکھنوی کی خدمت میں گئے اور ان سے استفادہ کیا اور اپنی مذکورہ نظم ان کی خدمت میں بغرض اصلاح پیش کی۔ استاد لکھنوی اس نو آموز بچے کی کاوش سے بہت خوش ہوئے اور خوب داد تحسین دی اور ضروری اصلاحات کیں۔ اس ملاقات سے آپ کی ہمت بندھی اور شوق میں اضافہ ہوا۔ اس کے بعد آپ مسلسل استاد لکھنوی سے اصلاح لیتے رہے۔

انھیں دنوں میں علامہ نیمویؒ نے کہنہ مشق استاد تسلیم لکھنوی کی مثنوی ''شامِ غریباں'' کا مطالعہ کیا اور ان کی شاعری سے بہت متاثر ہوئے۔ اس کے بعد ان کی کلیات حاصل کی اور اس کا مطالعہ کیا تو گویا آپ استاد تسلیم لکھنوی کے اسلوب کے عاشق زار ہو گئے۔ علامہ نیموی نے اپنے اشعار استاد لکھنوی کی خدمت میں ارسال کیے اور ان سے بھی اصلاح لی۔ علامہ نیمویؒ نے دوران تعلیم اور بعد فراغت ہمیشہ کتب بلاغت، نقد، فارسی اور اردو اشعار کو اپنے مطالعہ میں رکھا یہاں تک کہ آپ نے اس فن میں مہارت پیدا کرلی۔

علامہ نیمویؒ فارسی اردو کے اچھے شاعر تھے۔ شعری محاسن کے ساتھ آپ ایک مشہور نقاد اور ایک ماہر فن استاد بھی تھے۔ اردو، فارسی تراکیب کی اصلاح اور ضروری تنبیہات پر مشتمل آپ کی کتاب ''ازاحۃ الاغلاط'' آپ کی ادبی، فنی صلاحیتوں کا منہ بولتا ثبوت ہے۔ آپ کے ہم عصر ادبا نے آپ کی صلاحیتوں کو داد تحسین دی ہے۔ اردو شاعری کے مشہور استاد داغؔ اور امیرؔ مینائی آپ کے قریبی دوست اور مداح تھے۔ استاد داغؔ نے جب علامہ نیموی سے ان کا شعر:

ستم وجور کی فریاد سے ہم درگزر رہے
ایسے گھبرائے ہوئے تم سر شتر کیوں ہو

سنا تو بے اختیار کہنے لگے: مولانا! آپ نے تو بے چین کردیا۔

علامہ نیموی کی مشہور مثنوی ''مثنوی سوز وگداز'' کی تاریخ استاد داغ نے اس طرح رقم فرمائی:

مثنوی جس کا نام سوز وگداز — اس سے بہترین فسانۂ شوق
حضرت شوق کی ہے یہ تصنیف — باعث رونق زمانۂ شوق
تو بھی لکھ داغ مصرعۂ تاریخ — سنو دل سے یہ سب ترانۂ شوق

امیرؔ مینائی لکھنوی نے علامہ نیموی کی مثنوی ''نغمہ راز'' پر لکھا:

امیرؔ اس کی تاریخ میں نے یہ لکھی — فصاحت کی جاں آج یہ مثنوی ہے[۴]

اردو کے کئی نامور شعراء نے آپ کے سامنے زانوئے تلمذ طے کیا ہے۔ شاہان مغلیہ کی اولاد میں سے مشہور شاعر شاہ زادہ مرزا محمد رئیس بخت المعروف شاہ زادہ مرزا زبیر الدین زبیرؔ مشہور صاحبِ دیوان آپ کے شاگرد ہیں۔ ان کے علاوہ مولانا شفق عماد پوری، علی رضا ضیاء اور مولانا ابوالکلام آزاد بھی آپ کے شاگردوں میں ہیں(۵)۔

مولانا ابوالکلام آزاد علامہ نیمویؒ سے اپنے اشعار کی اصلاح لیا کرتے تھے اور وہ آپ کی کتابوں سے خوب استفادہ کرتے تھے۔ مولانا آزاد نے اس تاثر کے بارے میں اپنی کتاب ''آزاد کی کہانی خود آزاد کی زبانی'' میں یوں لکھا ہے:

''اس زمانے میں ایسا ہوا کہ شاعری کے متعلق کتابوں کی جستجو میں رسالہ ''اصلاح'' اور ''ازاحۃ الاغلاط'' لکھنؤ سے منگوایا۔ یہ دونوں رسالے مولوی (ظہیر) احسن شوقؔ نیموی کے تھے اور متعلقہ شعر گوئی اور مبحث متروکات وتصحیح الفاظ میں بہت مفید ہیں۔ ان رسالوں سے ان کی دیگر تصنیفات کا علم ہوا اور پھر پٹنہ سے براہ راست انھیں لکھ کر تمام کتابیں منگوائیں، ان میں ''سرمۂ تحقیق'' اور ''یادگار وطن'' بھی تھیں۔ علی الخصوص یہ اثر ہوا کہ شعر گوئی کے ساتھ قواعد واصول اور زبان کے مباحث پر مولانا شوقؔ نیموی کو ایسا عبور ہے کہ ایک پوربی دیہاتی ہو کر جلالؔ مرحوم جیسے صاحب دعوی کو شکست فاش دے دی۔ نتیجہ یہ نکلا کہ میں نے ان سے خط وکتابت کی اور اصلاح لینا شروع کر دیا''(۶)۔

تصانیف: علامہ نیمویؒ نے تمام شعبوں کی طرح تصانیف میں بھی اپنا نام پیدا کیا اور بیش بہا علمی وادبی تصانیف چھوڑیں جو کہ تادم قیامت ان کی یادگار رہیں۔

رہتا قلم سے نام قیامت تلک ہے ذوق　　اولاد سے تو یہی ہے دو پشت چار پشت

آپ کی تمام تصانیف کو دو حصوں میں تقسیم کیا جاسکتا ہے۔

(۱) مذہبی تصانیف (۲) ادبی تصانیف

مذہبی تصانیف: مذہبی کتابوں میں علامہ نیمویؒ کی بارہ (۱۲) کتابوں کا پتہ ملتا ہے، جن میں سے گیارہ کتابیں حنفی مسلک کی تائید میں اور ''آثار السنن'' کے علاوہ بقیہ دس کتب مناظرانہ اسلوب میں ہیں۔ صرف ایک (۱) کتاب ''**وسیلۃ العقبی**'' موت، مرض اور متعدی امراض سے متعلق ہے۔ جس میں قرآن واحادیث کی روشنی میں مختلف ابواب کے تحت مرض وموت کے متعلقہ مسائل پر سیر حاصل بحث کی گئی ہے۔ انداز بیان عمدہ اور اثر انگیز ہے۔

(۲) **تبیان التحقیق:** صرف نو صفحات پر مشتمل یہ رسالہ علامہ نیمویؒ کی ان نادر تحقیقات پر مشتمل

ہے، جن کی طرف بیشتر محدثین کی نگاہ نہیں پہنچی اور جنھیں علمی دنیا میں علامہ نیمویؒ ہی کی تحقیق کہا جاسکتا ہے۔ گو یہ رسالہ اب نایاب ہے؛ لیکن اس کے اکثر مندرجات کو تھوڑے بہت تغیر وتبدل کے ساتھ آثار السنن میں دیکھا جاسکتا ہے۔

(۳) **الدرۃ الغرۃ فی وضع الیدین علی الصدر وتحت السرۃ:** گیارہ صفحات کا مختصر رسالہ ہے جسے قومی پریس لکھنؤ نے طبع کیا تھا۔ اس میں علامہ نیمویؒ نے شوافع کی موید آٹھ روایتوں کو ذکر کرکے ان پر کلام کیا ہے بعد میں احناف کی موید چھ روایتوں سے اس کی تردید کی ہے۔ اس کی زبان اردو اور انداز مناظرانہ ہے۔

(۴) **مقالہ کاملہ:** ۲۷ صفحات پر مشتمل یہ رسالہ محمد علی اعظمی کی کتاب ''الاجوبہ الفاخرۃ الفاضلۃ'' کے جواب میں لکھا گیا ہے۔ حکیم محمد علی نے حضرت مولانا فضل رحمٰن گنج مرادآبادی اور امام ابوحنیفہ کو تنقید کا نشانہ بنایا تھا۔ علامہ نیمویؒ نے اس رسالہ میں ان اعتراضات کا شافی جواب دیا اور تصوف سے متعلق بہت ساری باتوں پر عالمانہ انداز میں گفتگو کی ہے اور ثابت کیا ہے کہ حق حضرت مولانا فضل رحمٰن گنج مرادآبادیؒ اور امام ابوحنیفہؒ کے ساتھ ہے۔

(۵) **جامع الآثار فی اختصاص الجمعۃ بالامصار:** شہر اور بڑے قصبات میں جمعہ کے وجوب اور دیہات میں عدم وجوب کے سلسلہ میں مجتہدانہ شان اور محققانہ انداز میں بحث کرکے علامہ نیمویؒ نے نہایت قوی اور مستحکم دلائل سے احناف کے مسلک کو واضح اور مبرہن کیا ہے۔ رسالہ ۱۶ صفحات پر مشتمل ہے اور اس کے اکثر مندرجات آثار السنن میں "باب لا جمعة الا فی مصر" کے تحت شامل ہے۔

(۶) **جلاء العین فی رفع الیدین:** اس رسالہ میں رفع یدین سے متعلق احادیث پر سیر حاصل بحث کرنے کے بعد یہ ثابت کیا ہے کہ روایت صحیحہ سے خلفاء اربعہ کا رفع یدین کرنا ثابت نہیں ہے۔ ۱۶ صفحات پر مشتمل یہ رسالہ قومی پریس لکھنؤ سے طبع ہوا تھا۔

(۷) **حبل المتین:** آمین بالجہر وبالسر پر ایک مختصر مگر نہایت مفید اور معلوماتی رسالہ ہے جس میں احادیث صحیحہ، آثار صحابہ اور علماء کے اقوال وافعال سے یہ ثابت کیا گیا ہے کہ آمین آہستہ کہنا راجح مسلک ہے۔

(۸) **رد السکین:** حبل المتین پر مولانا محمد سعید بنارسی کے اعتراضات کے مجموعہ سکین کا رد ہے۔ اس میں علامہ نیمویؒ نے یہ بتانے کی کوشش کی ہے کہ مولانا موصوف کے زیادہ تر اعتراضات کم فہمی اور

لاعلمی پر مبنی ہیں۔ ١٨صفحات پر مشتمل نہایت وقیع رسالہ ہے، اسلوب مناظرانہ اور زبان اردو ہے۔

(٩) **اوشحة الجید فی اثبات التقلید**: یہ کتاب ١١٠ صفحات پر مشتمل فقہ اسلامی کی مختصر مگر جامع تاریخ ہے۔ جس میں تقلید اور عدم تقلید کی بحثوں کے ساتھ ائمہ مجتہدین خصوصا امام ابوحنیفہؒ کے حالات زندگی اور ان کی علمی عظمت و عبقریت کو تفصیل سے لکھا ہے۔ پہلی بار قومی پریس لکھنؤ سے طبع ہوئی تھی۔

(١٠) **تبصرة الانظار فی رد تنویر الابصار**: تنویر الابصار کے رد میں تین صفحات پر مشتمل ایک مختصر رسالہ ہے۔ جس میں مولف تنویر الابصار کے غلط حوالے اور اپنے مدعا کو ثابت کرنے کے لیے کی گئی غلط تاویلات کی قلعی کھولی گئی ہے۔ یہ سیر بنگال کے ساتھ مصنف کی زندگی ہی میں شائع ہوا تھا۔

(١١) **آثارالسنن**: علامہ نیمویؒ کا شاہکار اور ان کی وجہ شہرت یہ کتاب ہے، جس کا مفصل تذکرہ آئندہ صفحات میں آئے گا۔

(١٢) علامہ نیمویؒ کے صاحبزادے مولانا عبدالرشید فوقانیؒ نے ان کتابوں کے علاوہ تین اور کتاب ''لامع الانوار فی نظر المختار''، ''تذئیل'' اور ''المجلی فی رد قول المحلی'' کا تذکرہ کیا ہے۔ آخرالذکر کتاب خدابخش لائبریری پٹنہ میں موجود ہے۔ محلی کے بعض اقوال کی اس میں تردید کی گئی ہے۔

ادبی تصانیف: ادبی تصانیف میں اب تک علامہ کی جن کتابوں کا پتہ چل سکا ہے ان کی تعداد آٹھ (٨) ہے۔

(١) **دیوان شوق**: ایک سو اٹھائیس صفحات پر مشتمل علامہ نیمویؒ کا یہ شعری مجموعہ ١٣٢٦ھ میں مطبع سیدی پٹنہ سے محمد نورالہدی نیموی نے مرتب کر کے شائع کیا تھا۔ اس میں ٨ قصائد، ٣٨ رباعیات اور ٢٢ قطعات ہیں۔ اخیر میں میکش حیدرآبادی، شمشاد لکھنوی، ازل لکھنوی کے تاریخی قطعات بھی درج ہیں، جو ان حضرات نے دیوان کی طباعت پر کہے تھے۔

(٢-٣) **نغمۂ راز اور سوز و گداز**: دونوں اردو زبان میں علامہ نیموی کی معرکۃ الآرا مثنوی ہے۔ نغمۂ راز ٣٨ صفحات پر مشتمل ہے اور پہلی بار قومی پریس لکھنؤ میں چھپی تھی، جب کہ سوز و گداز کے صفحات کی تعداد ٤٦ ہے اور یہ نظامی پریس پٹنہ میں طبع ہوئی۔

(٤) **ازاحۃ الاغلاط**: فارسی زبان میں بڑے سائز کے ٣٩ صفحات پر مشتمل یہ رسالہ عربی و فارسی کے ایسے الفاظ کی تحقیق پر مشتمل ہے جو عوام میں غلط مستعمل ہیں۔ پہلی بار ١٨٩٣ء میں قومی پریس لکھنؤ

میں طبع ہوا تھا۔ بعد میں مولانا حسرت موہانی نے اردو پریس علی گڑھ سے بھی شائع کیا تھا۔

(۵) **سرمۂ تحقیق:** علامہ نیمویؒ نے ازاحۃ الاغلاط میں جلالؔ لکھنوی کی تنقیح اللغات سے بعض تحقیقی امور میں اختلاف کیا تھا۔ جب جلالؔ لکھنوی کو اس کی خبر ہوئی تو انھوں نے اس کے جواب میں ردتر دید نامی رسالہ لکھا۔ سرمہ تحقیق دراصل اسی ردتر دید کا جواب ہے۔ جو اردو زبان میں ۵۶ صفحات پر مشتمل ہے۔

(۶) **اصلاح:** اردو زبان کے نوآموز شعراء کو زبان و بیان کی خامیوں سے محفوظ رکھنے اور متروکہ الفاظ سے باخبر رکھنے کے لیے ۳۱ صفحات پر مشتمل یہ رسالہ ۱۸۸۷ء میں پہلی بار چھپا۔ بعد میں ایضاح نامی مصنف کے حاشیہ کے ساتھ اس کے کئی ایڈیشن شائع ہوئے۔

(۷) **یادگار وطن:** اردو زبان میں ۱۵۸ صفحات پر مشتمل یہ کتاب نیمی کے حالات اور خود علامہ نیموی کے آباواجداد اور ان کی حالات زندگی پر خود نوشت سوانح ہے۔ علامہ کی دیگر کتابوں کی طرح یہ بھی قومی پریس لکھنؤ سے طبع ہوئی تھی۔

(۸) **سیر بنگال:** علامہ نیمویؒ کا سفرنامہ ہے جو انھوں نے غیر منقسم بنگال کے سفر سے واپسی کے بعد بڑے دلکش انداز میں تحریر فرمایا تھا۔ یہ ۲۶ صفحات پر مشتمل ہے۔

(باقی آئندہ)

حواشی

(۱) موضع نیمی (نون کے زیر کے ساتھ) ضلع پٹنہ عظیم آباد کی بستی ہے۔ اس بستی کو علم اور علماء سے نسبت خاص حاصل رہی ہے۔ علامہ نیمویؒ نے اپنی مایہ ناز تصنیف یادگار وطن میں اس قریہ کے متعلق ایک طویل قصیدہ سپرد قرطاس کیا ہے، جس کے چند اشعار یہ ہیں:

بہار اس کی کیوں نہ بھائے کہ ہے میرا وطن نیمی — بنا میں خوش نوا بلبل بنی صحن چمن نیمی
جو کوئی شام غربت کا تھکا ماندہ پہنچتا ہے — دکھاتی ہے بہار جلوہ صبح وطن نیمی
ہوا جوہر عیاں جس دم کھنچا دل ایک عالم کا — ہوئی مشہور بنگالے سے تا دکن نیمی
دل ہندوستاں بیشک عظیم آباد پٹنہ ہے — مقرر ہے سویدا اس کا اے اہل سخن نیمی

یہی اے شوق میری التجا ہے حضرت حق میں
رہے آباد محشر تک مرا پیارا وطن نیمی

(۲) عمدۃ العناقید من حدائق بعض الاسانید للنیموی۔

(۳) عمدۃ العناقید من حدائق بعض الاسانید للنیموی۔

(۴) القول الحسن، ص: ۱۶۶، ۱۶۷۔

(۵) التحقیق الحسن، ص: ۱۳۔

(۶) آزاد کی کہانی خود آزاد کی زبانی، ص: ۱۳۰۔

❁ ❁ ❁

علامہ نیمویؒ اور آثار السنن

(۲)

از: شایان احمد صدیقی
متعلّم تخصص فی علوم الحدیث، بنوری ٹاؤن کراچی

جلالت شان

علامہ نیمویؒ نے صرف چوالیس سال کی عمر پائی۔ آپ نے پچیس سے زیادہ وقیع علمی یادگار چھوڑی ہیں۔ آپ کی تصنیف ''آثار السنن'' کو شہرت دوام حاصل ہے۔ تفسیر، حدیث، ادب، فقہ، طب، شاعری کوئی ایسا علمی عنوان نہیں جس پر آپ کی تحقیقات نے اہل علم سے داد وصول نہ کی ہو اور امت آپ کے تبحر علمی پر اعتماد نہ کرتی ہو۔ آپ کے شیوخ اور اساتذہ سے لے کر ہم عصر حضرات اہل علم تک سب ہی نے آپ کی تحقیقات کو وقعت نظر سے دیکھا ہے اور داد تحسین پیش کی ہے۔ یہاں چند اہل علم کی رائے پیش کی جاتی ہے جس سے آپ کی جلالت شان کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔

حضرت شاہ محمد عبدالحق مہاجر مکیؒ: علامہ نیمویؒ نے ''آثار السنن'' کے چند مطبوعہ اجزا حضرت مولانا شاہ عبدالحق الہ آبادی مہاجر مکیؒ کی خدمت میں دعا اور ان روایات کی اجازت سند کے لیے مکہ مکرمہ بھیجے تو حضرت مولانا شاہ عبدالحقؒ نے مسجد حرام میں ہاتھ اٹھا کر کتاب اور مؤلف کی مقبولیت کے لیے دعا فرمائی اور اپنی طرف سے تمام علوم وفنون اسناد تفسیر، حدیث فقہ اور تصوف واوراد کی تحریری سند بھی ارسال فرمائی۔

حضرت شاہ عبدالحق نے اپنی تحریری اجازت میں علامہ نیمویؒ کے متعلق لکھا:

''التمس منی الشیخ الفاضل السابق فی حلیة الفضائل الباذل فی تحصیل العلوم الشریعة الجهد المشمر فی اقتناصها عن ساعد الجد مولانا العلامة الفهامة المحقق المدقق المولوی محمد ظهیر احسن ادام الله بقائه وزاد کل یوم فی مصاعد الفضل ارتقاءه الإجازة فیما تجوز لی روایته وتصح لی درایته فاحببته لذلك''(۷)

شیخ الہند حضرت مولانا محمود حسن دیوبندیؒ: شیخ الہند حضرت مولانا محمود حسن دیوبندیؒ نے علامہ نیمویؒ کے متعلق ارشاد فرمایا: ''علامہ نیمویؒ علم حدیث میں اپنے استاد علامہ عبدالحی لکھنویؒ سے فائق ہیں''(۸)۔

حضرت علامہ محمد انور شاہ کشمیریؒ: حضرت علامہ انور شاہ کشمیریؒ علامہ نیمویؒ کے ہم عصر ہیں۔ آپ نے علامہ نیموی کے علمی مقام کا اعتراف فرمایا ہے۔ علامہ کشمیریؒ نے مسئلہ رفع یدین پر اپنی معرکۃ الآرا، کتاب ''نیل الفرقدین'' میں علامہ نیمویؒ کی تحقیقات کو قال الشیخ النیموی کہہ کر نقل فرمایا ہے۔

حضرت علامہ محمد انور شاہ کشمیریؒ علامہ نیمویؒ کے علوم وتحقیقات سے بہت متاثر تھے۔ آپ نے علامہ نیموی کی شان میں عربی میں ایک لاجواب قصیدہ لکھا جو'' آثارالسنن'' کے ساتھ مطبوعہ ہے۔ علامہ کشمیری کا یہ قصیدہ عربی ادب کا ایک شاہکار ہے۔ اس کا کچھ حصہ مولانا عبدالرشید فوقانی نے القول الحسن میں بھی نقل کیا ہے۔ چند اشعار ملاحظہ ہوں:

رویت وطبت نفسا فی ارتواء ۔۔۔ وعدت فازدری ماء السماء

بحبی ذا المناقب والمعالی ۔۔۔ شریف المجد غطریف العلاء

کریم الخلق محمود السبحایا ۔۔۔ خلیقا للحامد والثناء

وحید العصر محسود الندید ۔۔۔ سدید القول فی حسن الصفاء

رفیع القدر ذو القدر الرفیع ۔۔۔ باعلال الروایة وانتقاء

ظهیر الحق مولانا الظهیر ۔۔۔ اضاء الأرض فی نور اهتداء

ولا تستطیع انور مدح فضله ۔۔۔ مرام ذاك فی غیر الرجاء

فمد له الإلهُ ظلیل ظل ۔۔۔ وجازاه بخیر من جزاء(۹)

ترجمہ: (علامہ نیموی کے فیوضات سے) میں سیراب ہوگیا اور جان سیرابی سے پاکیزہ ہوگئی، اور (اب ان کی مدح کا حق ادا کرنا) یوں گویا آسمان کے پانی (بارش) کی توہین کررہا ہوں۔

خوبیوں والے، اعلیٰ مرتبے والے، بلند مرتبہ والوں کے سردار اور بلندیوں کے بڑے کی محبت کی وجہ سے۔

وہ یکتائے زمانہ ہمسروں کے رشک، حسن وکمال میں صاف گو ہیں۔

روایات کے نکات اور تحقیق میں نہ صرف بلند مرتبہ ہیں، بلند مرتبہ ہونے ہی کے لائق ہیں۔

مولانا ظہیر الحسن حق کے مددگار ہیں، ان کی رہنمائی سے روئے زمین کو روشن کردیا ہے۔

ان کے مقام کی تعریف انور کے بس میں نہیں، (ان کی تعریف کرنا) حقیقت کے بجائے محض باتیں ہیں۔

پس ان کے عظیم الشان فیض کو اللہ تعالیٰ بڑھاتا رہے، اور اپنے انعامات میں سے بہترین انعام سے انھیں نوازتا رہے۔

حضرت مولانا محمد منظور نعمانیؒ لکھتے ہیں: ''حضرت استاذ (علامہ کشمیری) فن حدیث میں علامہ ممدوح (علامہ نیموی) کا مقام بہت بلند مانتے تھے اور معرفت علل واسانید میں ہندوستان کے کسی دوسرے عالم کو ان کا عدیل ومثیل نہیں قرار دیتے تھے۔ اس عاجز کو خوب یاد ہے یہاں تک فرماتے تھے کہ مولانا ظہیر احسن صاحب مولانا عبدالحئی صاحب (لکھنوی فرنگی محلی) کے شاگرد ہیں لیکن صناعت حدیث میں ان سے بہت فائق ہیں''(۱۰)۔

شہزادہ مرزا زبیرالدین زبیرؔ: شہزادہ مرزا زبیرالدین زبیر بادشاہان مغلیہ کی اولاد سے ہیں۔ اپنے وقت کے مشہور صاحب دیوان شاعر تھے۔ شاعری میں علامہ نیموی سے اصلاح لیتے تھے۔ اپنے دیوان ''چمنستان سخن'' المعروف دیوان زبیر مطبوعہ ۱۳۱۶ھ/۱۸۹۸ء میں علامہ نیمویؒ کے متعلق فرماتے ہیں:

جب سے شوق نیموی سے ہے تلمذ اے زبیر   پایہ کیسا بڑھ گیا تقریر کا تقدیر کا
زنگ آلودہ ہے گو جوہر میری شمشیر کا   پر نبیرہ خاص ہوں سلطان عالمگیر کا

حضرت شوق کا ہے فیض زبیر
تجھ میں ایسی جو خوش بیانی ہے

نواب کلب علی خان بہادر مرحوم: نواب کلب علی خان بہادر والئی رامپور اہل علم کے قدردان تھے۔ جب فن لغت میں علامہ نیموی کی ازاحۃ الاغلاط دیکھی تو آپ کی علمیت اور فنی گرفت کی تعریف کی اور دربار رامپور میں آپ کی حوصلہ افزائی کرتے ہوئے دعوت دی اور خوش آمدید کہا۔

مولانا حسرتؔ موہانی اور دیگر شعراء: علامہ نیموی کی کتاب ''ازاحۃ الاغلاط'' کو اردو کے مشہور شاعر اور ادیب علامہ حسرتؔ موہانی نے ۱۹۱۸ھ میں اردو پریس علی گڑھ سے شائع کیا۔ اردو، فارسی کے شعراء اور ادباء بھی آپ کے نیازمند تھے۔ مولانا حسرتؔ موہانی اور علامہ محمد اقبال مرحوم کے استاد داغؔ دہلوی مرحوم کے علامہ نیموی سے نیازمندانہ تعلقات تھے(۱۱)۔

علم حدیث کی طرف میلان: ابتداء میں علامہ نیمویؒ پر ذوق شعر وادب کا غلبہ تھا۔ انھوں نے اپنی زندگی کا بڑا حصہ ادبی شغف کی نذر کردیا تھا۔ غزل، قصائد اور مثنوی لکھ کر اس فن میں خوب نام کمایا۔ ''ازاحۃ الاغلاط، اصلاح، سرمہ تحقیق، ایضاح، نغمہ راز، سوز وگداز، یادگار وطن اور سیر بنگال'' وغیرہ لکھ کر اساتذہ فن کی صف میں اپنی جگہ بنائی؛ لیکن مشیت ایزدی کچھ اور تھی، قسام ازل نے آپ کو اس کام کے لیے پیدا نہیں کیا تھا۔ قدرت کو ان سے بڑا کام لینا تھا؛ اس لیے خواب میں حضور ﷺ کی زیارت ہوئی اور تعبیر کی صورت میں یہ بات ذہن نشین کرائی گئی کہ تم حدیث کی خدمت کروگے، علامہ نیمویؒ نے ''التعلیق الحسن'' میں اس واقعہ کو ان الفاظ میں بیان کیا ہے:

"انی رایت ذات لیلة فی المنام أنی أحمل فوق راسی جنازة النبی ﷺ فعبرت هذه الرویا الصالحة بأن أکون حاملا لعلمه إن شاء الله العلام. ثم شمرت عن ساق الجد و اشتغلت بالحدیث حتی وفقنی الله لتالیف آثار السنن".

''میں نے ایک رات خواب میں دیکھا کہ نبی ﷺ کا جنازہ اپنے سر پر اٹھائے ہوا ہوں، میں نے اس متبرک خواب کی تعبیر یہ نکالی کہ میں ان شاء اللہ علم حدیث کا حامل ہوں گا۔ پھر میں نے کمر کس لی اور حدیث میں مشغول ہوگیا۔ یہاں تک کہ خدا نے مجھے آثار السنن کی تالیف کی توفیق بخشی''۔

اسی طرح جیسے جیسے خواب میں حضور ﷺ کی زیارت ہوتی رہی آپ کا علم حدیث سے اشتغال بڑھتا گیا۔ اس کے علاوہ علامہ عبدالحئی لکھنویؒ جیسے محدث کی صحبت اور خاندانی ماحول نے اس شوق پر مہمیز کا کام کیا۔

آثار السنن کی تالیف کا پس منظر: علامہ نیمویؒ کے دور میں تقلید اور عدم تقلید کے مابین ایک جنگ جاری تھی اور ہر سو اس بحث کے چرچے تھے۔ طرفین سے اس موضوع پر کتابیں لکھی جارہی تھیں۔ مناظروں کا بازار گرم تھا۔ عدم تقلید کے قائلین کی جانب سے دیگر دلائل کے ساتھ ساتھ حنفیت کو رائے اور قیاس پر مبنی گردانا جارہا تھا۔ خود علامہ کے استاد عبدالحئی لکھنویؒ اور نواب صدیق حسن خانؒ کے مابین تحریری مناظرے ہوئے۔ دوسری جانب احناف کے ذخیرۂ احادیث میں کوئی ایسی کتاب موجود نہیں تھی جو خالص محدثانہ رنگ میں ہوتے ہوئے بھی حنفی مسلک کی بھی مؤید ہوتی۔ محدث کبیر مولانا حبیب الرحمٰن اعظمیؒ لکھتے ہیں:

''ہندوستانی علمائے اسلام میں حنفی نقطہ نظر سے غالباً سب سے پہلے شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ نے ایک مجموعۂ احادیث ''فتح المنان فی تائید مذہب النعمان'' کے نام سے تالیف فرمایا۔ یہ مجموعہ تقریباً ایک ہزار صفحات پر مشتمل ہے، مگر وہ فقہی رنگ میں لکھی گئی ہے اور اس میں یہی رنگ نمایاں ہے۔ ہندوستان کے ایک اور عالم جن کا سکہ بلادِ اسلامیہ میں بیٹھا ہوا ہے سید مرتضی بلگرامی زبیدیؒ ہیں انھوں نے بھی اس نقطہ نظر سے ایک کتاب لکھی جس کا نام ''عقود الجواہر المنیفة'' ہے۔ اس میں فقہی مباحث نہیں ہیں؛ مگر اس کے ساتھ وہ جرح وتعدیل رواۃ اور نقد احادیث کے فنی مباحث سے بھی قریب قریب خالی ہے''۔

ان حالات میں اس بات کی اشد ضرورت تھی کہ حدیث شریف میں کوئی ایسی کتاب مرتب کی جائے جس میں مختلف کتب حدیث سے ایسی روایات جمع کی جائیں جو فقہ حنفی کی موید ہوں؛ چنانچہ علامہ نیمویؒ نے ''آثار السنن'' کی تالیف کا کام شروع کیا اور جرح وتعدیل روات اور فنی مباحث سے

یہ ثابت کر دیا کہ فقہ حنفی کی بنیاد محض قیاس اور رائے پر نہیں؛ بلکہ اس کی اساس قرآن و حدیث ہے۔ علامہ نیمویؒ اس صورت حال پر روشنی ڈالتے ہوئے یوں گویا ہیں:

''یہ تو ظاہر ہے کہ حدیث میں پہلے ''بلوغ المرام'' یا ''مشکوۃ شریف'' پڑھائی جاتی ہے اور ان کے مؤلف شافعی المذہب تھے۔ ان کتابوں میں زیادہ تر وہی حدیثیں ہیں جو مذہب امام شافعی کی مؤید اور مذہب حنفی کے خلاف ہیں۔ بیچارے طلبہ، یہ ابتدائی چیزیں پڑھ کر مذہب حنفی سے بدعقیدہ ہو جاتے ہیں۔ پھر جب صحاح ستہ کی نوبت آتی ہے تو ان کے خیالات اور بھی بدل جاتے ہیں۔ علمائے حنفیہ نے کوئی ایسی کتاب قابل ذکر تالیف ہی نہیں کی کہ جس میں مختلف کتب احادیث کی وہ حدیثیں ہوں جن سے مذہب حنفی کی تائید ہوتی ہے۔ آخر بیچارے طلبہ غیر مقلد نہ ہوں تو کیا ہوں۔ فقیر نے انھیں خیالات سے حدیث شریف میں ''آثار السنن'' نامی ایک کتاب تالیف کی ہے''(۱۲)۔

علامہ محمد یوسف بنوریؒ ''الاتحاف لمذھب الاحناف'' میں ان عوامل پر روشنی ڈالتے ہوئے یوں رقم طراز ہیں:

"وکان رجال من مشتغلین بالحدیث نزعت منهم نزعة من الطعن فی أدلة مذهب فقیه الأمة أبی حنیفة رحمه الله بأنها تخالف الأحادیث الصحیحة فاضطر إلی تألیف فی جمع روایات صحیحة توافو مذهب الإمام من مؤلفات خاصة فی الأحکام و سماه آثار السنن"(۱۳).

''علم حدیث سے شغف رکھنے والے کچھ حضرات امام ابوحنیفہؒ پر طعن کرنے لگے کہ یہ صحیح احادیث کے مخالف ہیں، تو ان کو (حضرت نیموی) ان روایات صحیحہ کے جمع کرنے کی ضرورت محسوس ہوئی جو خاص طور پر احکام میں امام کے مذہب کے موافق ہوں۔ انھوں نے اس تالیف کا نام آثار السنن رکھا''۔

ذخیرہ کتب حدیث: اس عظیم الشان کتاب کی تالیف کے لیے کتب حدیث، کتب اسماء الرجال اور کتب فقہ کے ایک بڑے ذخیرہ کی ضرورت تھی جسے مآخذ اور مراجع کے طور پر استعمال کیا جا سکے۔ اس لیے علامہ نیمویؒ نے اس کتاب کی تالیف سے پہلے کتابوں کی فراہمی کا کام شروع کیا۔ کتابوں کی فراہمی دقت طلب عمل تھا، اس کے لیے موصوف نے زر کثیر صرف کیے، ہندوستان کے اسفار کیے، اخبارات کے ذریعے منادی کروائی کہ کسی صاحب کے پاس حدیث کا کوئی نایاب قلمی نسخہ ہو تو اس سے مطلع فرمائیں۔ اس تمام تر جد و جہد کا یہ نتیجہ نکلا کہ آپ کے ذاتی کتب خانہ میں حدیث، اصول حدیث، نقد حدیث، فقہ، اصول فقہ اور اسماء الرجال کی اہم کتابیں جمع ہو گئیں۔ اس کے علاوہ چند ایسی

قلمی کتابیں بھی ہاتھ آ گئیں جو ہندوستان کیا عرب میں بھی کمیاب تھیں اوران کے دیکھنے کواہل علم کی آنکھیں ترستی تھیں (۱۴)۔

اس مساعی جمیلہ کا دوسرا فائدہ یہ ہوا کہ آپ کی رسائی ان کتب خانوں تک ہوگئی جہاں نادر ونایاب کتابوں کا ذخیرہ موجود تھا؛ چنانچہ جب مشہور عالم شیخ سعید بنارسی نے آپ کی تصنیف ''حبل المتین'' کے حوالہ جات پر اعتراضات کیے اور دریافت کیا کہ آپ نے اپنی کتاب میں ''معجم کبیر''، ''مسند راہویہ''، اور ''مسند حمیدی'' کے جو حوالے دیے ہیں وہ آخر کہاں موجود ہیں تو آپ نے انہیں لکھا:

''پنجاب کے شہر بھاولپور میں جناب شمس الدین مرحوم کا نامی کتب خانہ ہے۔ انھیں کے کتب خانے میں معجم کبیر بخط ولایت موجود ہے۔ ہندوستان میں ایک نہیں مسند حمیدی کے تین نسخے ہیں۔ ایک نسخہ مکرمی جناب مولانا مولوی محمد سعید صاحب مفتی عدالت عالیہ حیدر آباد کے کتب خانہ میں ہے۔ دوسرا نسخہ میرے مکرم دوست جناب مولوی شیخ احمد مکی جن کا اکثر قیام بھوپال میں رہتا ہے ان کے پاس ہے؛ مگر یہ نسخہ پورا نہیں ناقص ہے۔ تیسرا نسخہ شفیقی مولوی عبد الحق صاحب ساکن کرنول ضلع مدراس کے پاس ہے۔ میں نے وہ حدیث اسی کرنول کے نسخے سے نقل کی ہے۔ اس میں بعینہ وہ روایت موجود ہے۔ مسند راہویہ کا اگر آپ کو پتہ نہیں تو مجھ سے سنیے کہ قاہرہ کے کتب خانہ میں یہ کتاب موجود ہے''(۱۵)۔

آخر میں تحدیث نعمت کے طور پر لکھتے ہیں:

''اللہ کے فضل وکرم سے ایسے ایسے نامی کتب خانوں کی اطلاع رکھتا ہوں کہ بڑے بڑے شائقین حدیث کو جن کی خبر تک نہیں اور بے شک میرے لیے بڑا فخر ہے کہ ایسی ایسی نایاب کتابیں نظر سے گذری ہیں کہ جن کو دیکھنے کو لوگوں کی آنکھیں ترستی رہتی ہیں''(۱۶)۔

آغاز تالیف اور طباعت: علامہ نیمویؒ نے آثار السنن کی تالیف کا آغاز ۱۳۰۶ھ سے کچھ قبل کیا اور مشاغل کی کثرت، نایاب کتابوں کی فراہمی میں دقت اور علائق زمانہ کے باوجود ۱۳۱۳ھ میں کتاب الصلوۃ تک مکمل کردیا۔ صاحبزادہ مولانا عبدالرشید فوقانی ''القول الحسن'' میں لکھتے ہیں:

"إن النيموي قد شرع في كتابه آثار السنن فی السنة السادسة بعد الألف وثلاث مأة من الهجرة النبوية، بل من قبيلها وفرغ من تحرير اخر أبواب الصلاة من ذلك الكتاب فی الثالثة عشر بعد الألف وثلث مأة".

''علامہ نیمویؒ نے اپنی کتاب آثار السنن کی تالیف کا کام ۱۳۰۶ھ سے کچھ قبل شروع کیا اور ابواب الصلوۃ کی تکمیل سے ۱۳۱۳ھ میں فراغت پائی''۔

اگرچہ کتاب الصلوٰۃ تک تالیف کا کام ۱۳۱۳ھ میں مکمل ہوگیا تھا؛ لیکن اس کی طباعت کا شرف پہلی بار ۱۳۲۱ھ میں احسن المطابع عظیم آباد کو حاصل ہوا۔ مولوی عبدالقادر صاحب مالک مکتبہ نے مصنف کی نگرانی میں عابد حسین صاحب سے جلی اور شاندار کتابت کراکے شائع کرایا تھا۔ اس کی قیمت صرف ایک روپیہ علاوہ محصول ڈاک رکھی گئی تھی؛ لیکن ایسا معلوم ہوتا ہے کہ طباعت کے اخراجات بہت حد تک خود مصنف کو برداشت کرنے پڑے اور اتنی رقم نہیں تھی کہ مکمل کتاب الصلوۃ یکبارگی شائع کرائی جاسکے؛ اس لیے علامہ نیمویؒ نے اسے دو حصوں میں تقسیم کردیا۔ اس بارے میں آپ خود لکھتے ہیں:

''بیشتر مؤلف کا قصد تھا کہ پوری کتاب جلد اول کتاب الصلوٰۃ تک چھپوا کر شائع کی جائے مگر بوجہ کثرت مخارج وقلت مداخل زیور طبع کا پورا بندوبست نہ ہوسکا، بعض بعض حضرات خیر اندیشان مذہب نے اس کے طبع میں مالی اعانت بھی فرمائی ہے؛ مگر وہ رقم چند اجزا کے لیے کافی تھی اور اس ضخیم کتاب کے چھپوانے میں زر کثیر درکار ہے؛ اس لیے مؤلف کا قصد ناتمام ہی رہا اور ادھر علمائے زمانہ نے اپنا بے حد اشتیاق ظاہر فرماکر سخت تقاضا شروع کیا، چارونا چار جلد اول کے دو حصے کرکے اول جس میں اکثر ابواب الصلوۃ اور معرکۃ الآرار مباحث درج ہیں، شائع کیا جاتا ہے''۔

اس کتاب کی تصحیح اور پروف ریڈنگ کا کام بھی علامہ نیمویؒ نے انجام دیا اور ۱۴۵ اغلاط کی فہرست مرتب کرکے اسے کتاب سے منسلک کروایا۔

جزاول کی طباعت کے بعد کافی دنوں تک جز ثانی کی طباعت کی نوبت نہیں آسکی۔ تاخیر کے اسباب پر روشنی ڈالتے ہوئے خود آپ رقم طراز ہیں:

''دوسرے حصے کے اشتیاق میں برابر خطوط آتے رہے؛ مگر اس کی اشاعت میں حد سے زیادہ تاخیر ہوئی۔ سبب یہ کہ مؤلف امسال مختلف امراض میں بہت بیمار رہا۔ حصہ اول کے جس قدر نسخے فروخت ہوئے ان کی قیمت معالجہ اور ذاتی اخراجات میں صرف ہوتی گئی اور کوئی دوسرا سامان اس کے طبع کا نہ ہوسکا۔ سن گذشتہ میں رئیس ڈھاکہ نے اس کے چھپوادینے کا وعدہ کیا تھا؛ مگر ایفائے وعدہ کی طرف توجہ نہیں فرمائی۔ غرضے کہ مہینوں میں یہ حصہ عدم سامان زیور طبع کی وجہ سے اور مؤلف کی علالت کے سبب سے پڑا رہا، آخر تحریک بعض اہل فضل وعمائد ارباب دین، حضرات دربھنگہ نے چندہ کرکے اس کے طبع کامل کی اعانت فرمائی، جن کی ہمتِ عالیہ کی وجہ سے آج یہ دوسرا حصہ بھی بفضلہٖ تعالی چھپ کر نظر افروزِ عالم ہوتا ہے''۔

یہ دوسرا حصہ بھی احسن المطابع نے چھاپا تھا، جس میں مصنف نے اکانوے غلطیوں کی فہرست

الگ سے لگوائی تھی، اس حصہ میں علامہ نیمویؒ کی ان تحقیقات کو بھی داخل کردیا گیا تھا جو حصہ اول کی طباعت کے بعد مصنف نے کی تھیں، وہ اغلاط بھی چھوٹے چھوٹے پرزوں میں جگہ جگہ رکھ دیئے گئے جن کا علم مصنف کو طباعت کے بعد ہوا۔

گو یہ ایڈیشن اغلاط سے پاک نہیں؛ لیکن پھر بھی غنیمت ہے۔ اس کے اخیر میں علامہ کشمیریؒ کے دو قصیدے بھی شامل ہیں جو انھوں نے علامہ نیمویؒ کی شان میں کہے تھے۔

قبول عام: ''آثار السنن'' جب زیور طبع سے آراستہ ہوکر منظر عام پر آئی تو علمائے کرام نے اسے ہاتھوں ہاتھ لیا اور اپنی تصنیفات اور تالیفات میں اس کے اقتباسات کو قول فیصل کے طور پر نقل کرنے لگے۔ حضرت شاہ عبدالحق مہاجر مکیؒ کو علامہ نیمویؒ نے جب اس کتاب کا نسخہ بھیجا تو آپ بہت مسرور ہوئے اور اجتماعی دعا فرمائی۔

قسطنطنیہ کے مشہور حنفی عالم محمد زاہد کوثریؒ نے اس کتاب پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھا ہے:

"قد الف كتابه آثار السنن فى جزئيين لطيفتين و جمع فيهما الأحاديث المتعلقة بالطهارة والصلاة على اختلاف مذاهب الفقهاء وتكلم على كل حديث منها جرحا وتعديلا على طريقة المحدثين وأجاد فيما عمل كل الإجادة" (۱۷).

''انھوں نے اپنی کتاب آثار السنن کو دو حصوں میں تالیف کیا اور اختلاف مذاہب فقہاء کے ساتھ طہارت اور صلوۃ سے متعلق احادیث کو اس میں جمع کیا اور تمام احادیث پر محدثانہ طرز پر جرح وتعدیل کی اور خوب کی''۔

مولانا سید حکیم عبدالحئیؒ ''نزہۃ الخواطر'' میں یوں رقم طراز ہیں:

"واشتغل بقرض الشعر مدة طويلة ثم وفق الله سبحانه لخدمة الحديث الزريف فشمر عن ساق الجد واشتغل بالحديث وصنف آثار السنن وهو كتاب نادر غريب".

''وہ مدت دراز تک شاعری میں مشغول رہے، پھر اللہ تعالیٰ نے حدیث شریف کی خدمت کی توفیق بخشی تو کمر ہمت کس لیا اور حدیث میں مشغول ہوگئے اور آثار السنن کی تصنیف کی۔ یہ ایک عجیب وغریب کتاب ہے''۔

محدث کبیر حضرت مولانا حبیب الرحمٰن اعظمیؒ نے اس کتاب کی خوبیوں کو بیان کرتے ہوئے لکھا ہے:

خالص محدثانہ رنگ میں حنفی نقطۂ نظر سے ہندوستان میں جو پہلی کتاب لکھی گئی، جہاں تک مجھے معلوم ہے ''آثار السنن'' ہے۔ میری نگاہ میں اس کتاب کی بہت قدر و قیمت ہے اور مولانا ظہیر احسن

شوقؔ کا تصنیفی شاہکار ہے''۔

''حضرت مولانا انور شاہ کشمیریؒ اپنی تمام تر عبقریت کے باوجود اس کتاب سے بہت متاثر ہوئے اور اس پر حاشیہ بنام "الاتحاف لمذهب الاحناف" لکھا جس کا مفصل تذکرہ ایک مستقل عنوان کے تحت آگے آئے گا۔

اس کے علاوہ حضرت کشمیری کا معمول یہ بھی تھا کہ جو طلبا، دیو بند اور ڈابھیل سے فارغ ہوکر نکلتے تو آپ وصیت فرماتے کہ ہر ایک کے پاس یہ کتاب ہونی چاہیے۔ تمام کتب رجال پر ''آثار السنن'' کو ترجیح دیتے اور فرماتے ''حضرت نیمویؒ کی تحقیق کی داد ہے''۔

مولانا محمد نذیر حسین محدث دہلویؒ فرمایا کرتے تھے:

"إن الأخ النيموي حقق في بحث الجهر بالتامين ما لم يتحقق أحد من المتقدمين".

''بھائی نیموی نے آمین بالجہر کی تحقیق اس انداز پر کی ہے جس انداز پر متقدمین میں سے کسی نے نہیں کی''۔

مولانا ابوالحسن ندویؒ نے فرمایا:

"تلقى كتابه آثار السنن بالقبول وعنى به علماء هذا الشان".

''ان کی کتاب آثار السنن مقبول عام ہوئی اور علماء نے اس کی طرف بڑی توجہ دی''۔

ایک دوسری جگہ یوں رقم طراز ہیں:

''مولانا ظہیر احسن شوق نیمویؒ کی کتاب ''آثار السنن'' محدثانہ نقد ونظر اور مذہب حنفی کی تائید میں ایک بلند پایہ تصنیف اور ہندوستان کی فن حدیث کی تصنیفات میں ایک وقیع اور جدید اضافہ ہے''۔

(باقی آئندہ)

❁ ❁ ❁

حواشی

(۷) القول الحسن، ص: ۱۵۲۔ (۸) القول الحسن، ص: ۱۵۰۔ (۹) آثار السنن، ص: ۱۲۹، ۱۳۰، احسن المطابع، عظیم آباد۔

(۱۰) تقدس انور، ص: ۳۱۰۔ (۱۱) التحقیق الحسن، ص: ۱۷۔ (۱۲) ظہیر احسن النیموی، حیاتہ آثارہ فی الحدیث، ص: ۱۸۴۔

(۱۳) مقدمہ اتحاف لمذہب الاحناف للشیخ البنوری۔ (۱۴) القول الحسن، ص: ۱۲۔

(۱۵) رد السکین، بحوالہ انوار مدینہ لاہور، جمادی الثانی ۱۴۱۶ھ۔ (۱۶) رد السکین۔

(۱۷) مقالات الکوثری، ص: ۷۳۔

❁ ❁ ❁

علامہ نیمویؒ اور آثار السنن

(۳)

از: شایان احمد صدیقی
متعلّم تخصص فی علوم الحدیث، بنوری ٹاؤن کراچی

آثار السنن کا اسلوب اور اس کی خصوصیات: ''آثار السنن'' کا اسلوب مجد الدین ابن تیمیہ کی "المنتقی"، حافظ ابن حجر کی ''بلوغ المرام'' اور خطیب تبریزی کی ''مشکوۃ المصابیح'' جیسا ہے؛ لیکن نقد رواتِ حدیث اور جرح وتعدیل کی بحث میں اس کتاب کا ایک اپنا مقام ہے جو اس کو ان کتابوں کے ساتھ ساتھ علامہ زیلعیؒ کی ''نصب الرایۃ''، علامہ زبیدی بلگرامیؒ کی ''عقود الجواہر المنیفۃ'' اور شیخ عبدالحق محدث دہلوی کی ''فتح المنان'' سے بھی ممتاز کرتی ہے؛ لیکن ان تمام کتابوں میں ''آثار السنن'' کا اسلوب ''بلوغ المرام'' سے زیادہ قریب ہے۔ علامہ نیمویؒ نے اپنی اس کتاب میں ''بلوغ المرام'' سے خوب استفادہ کیا ہے۔ پچاس (۵۰) سے زیادہ ایسی احادیث ''آثار السنن'' میں جمع کی ہیں جو ''بلوغ المرام'' کے متعلقہ ابواب میں درج ہیں۔

(۱) علامہ نیمویؒ نے اس کتاب پر خود ''التعلیق الحسن اور تعلیق التعلیق'' کے نام سے دو حواشی تحریر فرمائے جیسا کہ آئندہ شروح وحواشی کے ذیل میں اس کا تذکرہ آئے گا، اور اس میں نقد روات، جرح وتعدیل اور علل حدیث کی ایسے کئی مباحث ملتے ہیں جن میں کئی ائمہ فن سے محققانہ اختلاف کیا ہے، جس کی مثال درج ذیل ہے:

حافظ ابن حجرؒ نے ''باب سترۃ المصلی'' میں حضرت ابو ہریرہؓ کی روایت "فلیخط خطا، ثم لا یضره من مر بین یدیه"(۱۸) کو نقل کرنے کے بعد یہ حکم لگایا ہے:

"أخرجه أحمد وابن ماجه وصححه ابن حبان، ولم يصب من زعم أنه مضطرب، بل هو حسن".

''احمد اور ابن ماجہ نے اس کی تخریج کی ہے اور ابن حبان نے اس کی تصحیح کی ہے، اور ان لوگوں کا خیال درست نہیں ہے جنھوں نے اسے مضطرب قرار دیا ہے، بلکہ وہ حسن ہے''۔

علامہ نیمویؒ نے اس حدیث پر کلام کرتے ہوئے حافظؒ سے اختلاف کرتے ہیں اور لکھتے ہیں:

”والعجب من الحافظ ابن حجر حيث قال في بلوغ المرام: صححه ابن حبان، ولم يصب من زعم أنه مضطرب، بل هو حسن. قلت: في سنده أبو عمرو بن محمد بن حريث، قال الذهبي: لا يعرف، وقال في التقريب: مجهول۔ قلت: فجهالته تكفي لضعف هذا الحديث“.

”اور حافظ ابن حجر پر تعجب ہے کہ انھوں نے بلوغ المرام میں یہ فرمایا ہے: صححہ ابن حبان...... میں کہتا ہوں کہ اس سند میں ابوعمرو بن محمد بن حریث ہیں جن کے بارے میں ذہبی لایعرف کہتے ہیں اور تقریب میں ان کو مجہول لکھا ہے۔ اس حدیث کو ضعیف قرار دینے کے لیے راوی کا مجہول ہونا کافی ہے“۔

اس کے بعد علامہ نیمویؒ نے اس حدیث کے اضطراب پر ایک طویل بحث کی ہے اور خلاصہ کے طور پر یہ لکھا:

”فالحاصل أن حديث الخط لا يصح وإن ذهب ابن حبان إلى تصحيحه، والحافظ إلى تحسينه“

”خلاصہ یہ ہے کہ حدیث خط صحیح نہیں ہے اگر چہ ابن حبان نے اس کی تصحیح کی ہے اور حافظ نے اس کی تحسین کی ہے“۔

(۲) دیگر کتب حدیث کی طرح علامہ نیمویؒ نے بھی کتابوں کے حوالہ دینے کے لیے علامات کا استعمال کیا ہے اور اس سلسلے میں ”بلوغ المرام“ ہی کی مقرر کردہ علامتوں کے انداز کو کچھ تغیر کے ساتھ اپنایا ہے، چنانچہ لکھتے ہیں:

”لكني اقتصرت في كثير من المواضع على العلامة، فالشيخان للبخاري ومسلم، والثلاثة لأبي داؤد والنسائي والترمذي، والأربعة للثلاثة مع ابن ماجه، والخمسة للأربعة مع أحمد، والستة للأربعة مع الشيخين، والجماعة لأصحاب الكتب الستة معه، وكثير مالا أذكر مع الشيخين غيرهما من مخرجي الحديث، وربما أقول بعد ذكر بعض المخرجين: وآخرون، فالمراد به غيره من أصحاب التخريج سواء كانوا من الجماعة وغيرهم، كالامام مالك والشافعي والدارمي وابن حبان والطحاوي والطبراني والدارقطني والحاكم والبيهقي وأمثالهم“.

(۳) علامہ نیمویؒ نے اس کتاب کو فقہی ابواب پر مرتب کیا ہے، جس سے استفادہ نہایت آسان ہوگیا ہے۔ آپ نے اس کی ابتدا، کتاب الطہارۃ سے کی اور اس کے ضمن میں ۴۶ باب ذکر کیے، کتاب الطہارۃ کے بعد کتاب الصلوۃ کا عنوان باندھا اور اس کے ضمن میں ۲۲۸ باب ذکر کیے۔

(۴) حدیث کا متن عموماً انھیں کتب سے نقل کرتے ہیں جس کی خود علامہ نے تصریح کی ہے، اگر کہیں ان کتب میں سے کسی کا حوالہ موجود ہو اور محولہ کتاب میں بعینہٖ وہ الفاظ نہ پائے جائیں تو مختلف ایسی جگہوں کے تتبع سے معلوم ہوا کہ ایسے مواقع پر مصنف کا اعتماد ''نصب الرایہ، المنتقی، بلوغ المرام، اور مجمع الزوائد'' اور اس جیسی معتمد ثانوی کتب پر ہوتا ہے۔ جس کی مثال درج ذیل ہے:

''آثار السنن''، ص: ۱۲۱ میں علامہ نیمویؒ نے ایک روایت کے حوالہ میں ''رواہ ابو داوٗد فی المراسیل'' کا ذکر کیا ہے، جبکہ مراسیل ابوداوٗد میں یہ الفاظ بعینہٖ موجود نہیں ہیں۔ حضرت علامہ انور شاہ کشمیریؒ نے ''الاتحاف (حاشیہ آثار السنن)'' میں مصنف کے اس طرز عمل کی یوں وضاحت کی ہے:

"فكأنه تبع في عزو اللفظ للمراسيل للزيلعي".

''گویا کہ انھوں نے مراسیل کی طرف الفاظ حدیث کی نسبت میں امام زیلعی کی اتباع کی ہے''۔

(۵) ''آثار السنن'' کی خصوصیات میں سے یہ بھی ہے کہ علامہ نیمویؒ نے روایت کے حکم کو بیان کیا ہے، خصوصاً ان احادیث کے حکم کے بیان کا التزام کیا ہے جو صحیحین میں موجود نہیں ہیں۔

(۶) موافق اور مخالف احادیث کا استخراج اس کتاب کی اہم خصوصیت ہے۔ علامہ نیمویؒ نے صرف ان احادیث کے ذکر پر اکتفا نہیں کیا جو مسلک حنفی کی مؤید ہیں بلکہ انھوں نے باضابطہ دونوں قسم کی احادیث کے لیے الگ الگ ابواب قائم کیے، اور اس کے ذیل میں دونوں قسم کی احادیث جمع کر کے انتہائی نادر تحقیق کی ہیں، علامہ نیمویؒ کی یہ تحقیق کبھی ایسے نوادرات پر مشتمل ہوتی ہیں کہ جن کے ذکر سے متقدمین کی کتابیں بھی خالی ہیں، آپ لکھتے ہیں:

"وقد بينت ضعفه بأدلة قوية لم يسبق إلى بعضها ذهن أحد من المتقدمين فضلا عن المتأخرين"

''میں نے اس کے ضعف کو ایسے قوی دلائل سے مبرہن کیا ہے جس کی طرف متقدمین کا ذہن بھی نہیں گیا چہ جائے کہ متاخرین''۔

(۷) علامہ نیمویؒ نے اس کتاب میں اپنی مخصوص آراء کو "قال النيموي" سے ذکر کیا ہے، جو کبھی مسلک حنفی کی ترجیح میں ہوتی ہے، کبھی حدیث کی صحت اور ضعف کے بیان میں اور کبھی احادیث کے مابین تطبیق کی صورت میں ہوتی ہے۔ پوری کتاب میں علامہؒ کی یہ قیمتی آراء تقریباً اکیاون (۵۱) مقامات پر مشتمل ہیں جو ان کی بلوغ فکر اور تعمق نظر کا آئینہ دار ہے۔

تکملہ کی ضرورت: ''آثار السنن'' نے اپنی گوناں گوں خصوصیات کی بنا پر مشاہیر اہل علم کی توجہ اپنی طرف مبذول کرالی تھی اور علماء وقت کو اس کام کی اہمیت کا احساس ہو گیا تھا۔ علامہ نیمویؒ کی

وفات کے بعد کئی ایک علماء نے اس کے تکملہ کی طرف توجہ دی؛ لیکن یہ عظیم الشان کسی کے بس کا نہ تھا۔ اس لیے کوئی اس کام کی تکمیل نہ کرسکا۔ خود حضرت تھانویؒ نے ''احیاء السنن'' کی تالیف کا کام اسی انداز پر شروع کیا تھا لیکن اس کی ترتیب علیحدہ ہوگئی اور یہ ایک مستقل کام کی حیثیت اختیار کرگیا۔

آثارالسنن کے مستفیدین: ''آثارالسنن'' مذہب حنفی کے پیروکاروں کے لیے بالعموم اور علمائے احناف کے لیے بالخصوص ایک نعمت غیر مترقبہ سے کم نہ تھی اور ابتداء ہی سے ہندوپاک کے نصاب تعلیم کا جزلا ینفک رہی ہے اور خدائے لم یزل نے جو پذیرائی اس کتاب کو عطا فرمائی وہ ہر کتاب کے نصیب میں کہاں؟ علامہ نیمویؒ کی یہ کتاب اس لائق تھی کہ علماء اس سے اعتنا کرتے اور اپنی تصنیفات میں اس سے استفادہ کرتے۔ ذیل میں چند محققین کے نام ذکر کیے جاتے ہیں جنھوں نے اپنی تصانیف میں اس کتاب سے استفادہ کیا۔

محدث کبیر شیخ خلیل احمد سہارنپوریؒ: شیخ خلیل احمد سہارنپوریؒ (۱۳۴۶ھ) شیخ نیمویؒ کی شخصیت سے بے حد متاثر تھے اور خصوصاً علامہ کی اس تصنیف لطیف اور اس کی نادر تحقیقات کو انتہائی قدر کی نگاہ سے دیکھتے تھے۔ آپ نے اپنی مایہ ناز تصنیف ''بذل المجہود فی حل ابی داود'' میں متعدد جگہوں میں علامہ کی تحقیقات کو قول فیصل بنایا ہے۔

شیخ سہارنپوریؒ نے ابتدا میں جہاں مصادر و مراجع کا ذکر فرمایا ہے وہیں آپ نے احادیث کی بلند پایہ کتب کی صف میں علامہ نیموی کی کتاب ''آثارالسنن'' اور اس کے حواشی ''التعلیق الحسن'' اور ''تعلیق التعلیق'' کو بھی جگہ دی ہے۔

علامہ شبیر احمد عثمانیؒ: علامہ شبیر احمد عثمانیؒ (۱۹۴۹ء) ''آثارالسنن'' کی تحقیقات سے بہت متاثر تھے۔ آپ نے اپنی مشہور زمانہ تصنیف ''فتح الملہم'' میں کئی اختلافی مسائل میں علامہ نیمویؒ کے قول کو ہی اختیار فرمایا ہے۔ خصوصاً نقد رجال میں تو جا بجا علامہ نیمویؒ کی عبارت سے استدلال کیا ہے۔

علامہ انور شاہ کشمیریؒ: علامہ انور شاہ کشمیریؒ (۱۳۵۲ھ) باوجودیکہ ہر فن میں مجتہدانہ رائے رکھتے تھے، علامہ نیمویؒ کے تبحر علمی کے قائل تھے۔ علامہ انور شاہ کشمیریؒ نے اپنی کتاب ''نیل الفرقدین'' میں علامہ نیمویؒ کی تحقیقات سے استفادہ کیا ہے۔

حضرت علامہ انور شاہ کشمیریؒ ''آثارالسنن کے متعلق لکھتے ہیں'':

''وقد نقلت فيه شيئا من التعليق الحسن للشيخ النيموي مع ما زدت عليه وكان الشيخ المرحوم حين تاليفه ذلك الكتاب يرسل إلي قطعة قطعة، إني كنت مرافعا فيه''.

''میں نے (اس کتاب ''نیل الفرقدین'') میں شیخ نیموی کی کتاب ''التعلیق الحسن'' کا کچھ حصہ نقل کیا ہے۔ شیخ مرحوم اس (کتاب) کی تصنیف کے زمانہ میں اس کے حصے مجھے بھیجتے رہے ہیں۔ میں ان کی تحقیقات سے متفق ہوں''۔

شروحات وتعلیقات ''آثار السنن'': علامہ نیمویؒ نے ''آثار السنن'' کو ایسی جامعیت سے مرتب فرمایا ہے اور ایسے سہل انداز میں تالیف کی ہے کہ یہ متن بغیر کسی شرح وتعلیق کے بھی قابل استفادہ ہے۔ یہی وجہ ہے کہ زیورطبع سے آراستہ ہونے کے بعد سے اب تک مدارس دینیہ کے نصاب میں داخل ہے؛ مگر باوجود اس کے علامہ نیمویؒ نے اس کے فقہی عنوانات پر فقہا کی رائے کا تقابلی جائزہ اور متن میں موجود روایات کے متعلقہ مباحث پر دو تعلیقات تحریر فرمائیں۔

التعلیق الحسن: ''التعلیق الحسن''، ''آثار السنن'' میں موجود احادیث وآثار کے متعلقہ مباحث پر مشتمل ہے۔ مثلاً کسی روایت سے متعلق محدثین کی رائے پر بحث کی ہے یا کسی روایت کی سند اور دوسرے طرق کی نشاندہی کی ہے، یا کسی راوی کے متعلق جرح وتعدیل کے مباحث ہیں۔

تعلیق التعلیق: یہ ''آثار السنن'' کے حاشیہ ''التعلیق الحسن'' کا حاشیہ ہے۔ اس میں علامہ نیمویؒ نے ''التعلیق الحسن'' میں مذکور بعض مباحث کی محدثانہ انداز میں وضاحت فرمائی ہے۔ یہ دونوں حواشی ''آثار السنن'' کے ساتھ ہی طبع ہوتے ہیں۔

الاتحاف لمذہب الاحناف: علامہ کشمیریؒ دوران مطالعہ ''آثار السنن'' پر مختصر فوائد بھی لکھتے تھے۔ یہ فوائد کبھی متن سے اختلاف کی صورت میں، کبھی مزید فوائد کی صورت میں اور کبھی مزید ماخذ کی نشاندہی کی صورت میں ہوتے ہیں۔ یہ حواشی ''الاتحاف لمذہب الاحناف'' کے نام سے معنون ہیں جو علامہ محمد یوسف بنوریؒ کے مقدمہ اور مولانا بدر عالم میرٹھیؒ کی نظر ثانی کے بعد فوٹو کاپی کی شکل میں محفوظ کردیئے گئے ہیں۔ حضرت کشمیریؒ نے اس پر حاشیہ اور بین السطور میں اتنا علمی ذخیرہ جمع کردیا ہے کہ بسا اوقات پڑھنا بھی دشوار ہوجاتا ہے۔

علامہ یوسف بنوریؒ مقدمہ اتحاف میں لکھتے ہیں:

''حتی اصبحت صفحة الکتاب کالوشی الدقیق''.

''کتاب کا صفحہ باریک منقش کپڑے کی طرح ہوگیا ہے''۔

حضرت علامہ کشمیریؒ کے یہ حواشی مکمل متن پر جابجا مقامات پر ہیں۔ اگر اس کتاب کو جدید انداز میں ایڈیٹ کردیا جائے اور ان حواشی کی تخریج کردی جائے تو مستدلات احناف کا ایک دائرۃ المعارف تیار ہوسکتا ہے۔ حضرت علامہ کشمیریؒ کے حواشی کی تخریج کا کام حضرت علامہ بنوریؒ نے

شروع فرمایا تھا مگر افسوس کہ مکمل نہ ہوسکا اور وقت اجل آپہنچا۔

علامہ بنوریؒ نے ان حواشی کی اہمیت کو یوں اجاگر کیا ہے:

''اور میں بھی کچھ زمانہ حضرت (علامہ محمد انور شاہ کشمیریؒ) کے ارشاد پر ان حوالوں اور عبارات کی تخریج میں مشغول رہا، تو کتاب کے ایک صفحہ کی تخریج نے کئی اوراق بھر دیے۔ حضرت کی خواہش تھی کہ اگر یہ تخریجات طبع ہوگئے تو اہل علم کو بہت فائدہ ہوگا''۔

فرزند بنوری اور جانشین علم وعمل حضرت مولانا سید سلیمان یوسف بنوری مدظلہ کی خواہش اور ایما پر حضرت ڈاکٹر مولانا عبدالحلیم چشتی مدظلہ (رئیس قسم التخصص فی علوم الحدیث بنوری ٹاؤن کراچی) کے زیر نگرانی ''مجلس الدعوۃ والتحقیق الاسلامی'' میں ان حواشی کی تحقیق وتخریج کا کام جاری ہے۔ اگرچہ یہ دقت طلب کام حضرت بنوری ہی کا خاصہ تھا (کہ علامہ کشمیریؒ کے حواشی کی تخریج وہی کرسکتا ہے جو علامہ کشمیریؒ کے مذاق علمی سے آشنا ہو) لیکن قسام ازل کو یہی منظور تھا کہ حضرت بنوریؒ کے فیض یافتہ اس سعادت سے بہرہ مند ہوں اور ان کے فرزندان کے ہاتھوں اس کام کی تکمیل ہو۔ اللہ جل شانہ سے دعا ہے کہ وہ اس کام کو بحسن وخوبی پایۂ تکمیل تک پہنچائے۔ آمین

قارئین اور اہل علم حضرات سے بھی دعاؤں کی درخواست ہے کہ اللہ جل شانہ حضرت کشمیریؒ کے اس بحر ذخار کو تکمیل کے مراحل میں پہنچا دے۔

توضیح السنن: مولانا عبدالقیوم حقانی صاحب زیدمجدہم نے تین جلدوں میں ''آثارالسنن'' کی ضخیم شرح بزبان اردو لکھی ہے۔ ابتدا میں علامہ نیمویؒ کے مختصر حالات ہیں اور پھر متن کی شرح ہے۔ شرح میں مؤلف کا طریقہ کار یہ ہے کہ پہلے متن کا ترجمہ ذکر کرتے ہیں، پھر عنوان کا تعارف اور فقہا کے اختلاف اور ان کے مستدلات کو کہیں تفصیل اور کہیں اختصار سے لکھتے ہیں۔ پھر احناف کی وجہ ترجیح ذکر کرتے ہیں۔

آثارالسنن مترجم: ''آثارالسنن'' کا اردو ترجمہ مولانا محمد اشرف زیدمجدہ نے کیا ہے۔ یہ ترجمہ نہایت سلیس ہے۔

تنقیدات بر ''آثارالسنن'': فقہی عنوانات پر احادیث کی ترتیب وتخریج اور اقوال فقہا کے مستدلات کے طور پر حدیث کا بیان مباحث ومناقشات کا ایک میدان ہے۔ متقدمین ومتاخرین کا اس پر اتنا بڑا علمی ذخیرہ موجود ہے کہ اس کا احصا مشکل ہے۔ علامی نیمویؒ کا مقصد بھی ''آثارالسنن'' کے ذریعہ فقہ حنفی کے مزاج ومذاق کو بیان کرنا ہے؛ اس لیے ''آثارالسنن'' بھی معرض بحث بنی۔ ذیل میں ''آثارالسنن'' کے رد میں لکھی جانے والی کتابوں کا مختصر تذکرہ کیا جاتا ہے۔

ابکارالمنن: مولانا عبدالرحمٰن مبارک پوریؒ نے ''آثار السنن'' کے پہلے حصہ کا رد بنام ''ابکار المنن'' لکھا۔ اس کتاب میں مولانا مبارک پوریؒ نے علامہ نیمویؒ پر کچھ فنی اور کچھ غیر فنی اعتراضات کیے ہیں، اور کئی مقامات پر ذاتیات پر بھی اتر آئے ہیں۔ اس کتاب میں مولانا کا انداز یہ ہے کہ ''قال'' کہہ کر علامہ نیمویؒ کی عبارت نقل کرتے ہیں اور ''قلت'' سے اس کا رد کرتے ہیں۔ مباحث عمدہ انداز میں مرتب ہیں بادی النظر میں تحقیقات عمدہ معلوم ہوتی ہیں۔

''ابکار المنن'' کی پہلی اشاعت ۱۹۱۹ء میں ہوئی؛ جب کہ دوسری طباعت پچاس سال بعد ۱۹۶۸ء میں ہوئی۔ ابھی حال ہی میں اس کا ایک اور ایڈیشن نظروں سے گزرا جو ۲۰۰۹ء میں طبع ہوا۔ اس کے باوجود یہ کتاب خال خال ہی کہیں ملتی ہے۔ ''ابکار المنن'' کے مصنف اس کی تالیف کے بعد پندرہ سال تک زندہ رہے مگر انھوں نے ''آثار السنن'' کے دوسرے حصے کا جواب نہیں لکھا۔

علامہ نیمویؒ کے صاحبزادہ مولانا عبدالرشید فوقانیؒ نے ''ابکار المنن'' کا جواب بنام ''القول الحسن'' لکھا۔ کتاب کے ساتھ علامہ نیمویؒ کے مختصر حالات اور سند وغیرہ بھی ہیں۔ مولانا عبدالرشید فوقانیؒ نے اس کا مسودہ مکمل کرنے کے بعد مولانا مبارک پوریؒ کو بھیجا کہ وہ اپنے اعتراضات کے جواب خود دیکھ لیں اور اگر اس کا جواب لکھنا چاہتے ہیں تو ابھی سے لکھ دیں۔ مولانا مبارک پوریؒ نے جواب لکھنے کا عندیہ بھی دیا؛ مگر اس کے دس ماہ بعد ان کا انتقال ہوگیا۔

''القول الحسن'' نہایت محققانہ جواب ہے۔ مولانا فوقانیؒ ''قال صاحب الابکار'' سے مولانا مبارک پوریؒ کا اعتراض نقل کیا اور پھر ''قال ابن النیموی'' کے عنوان سے جواب لکھا۔ آپ کے جوابات مناظرانہ اور ترکی بہ ترکی ہیں۔ اس سے آپ کی علمی صلاحیت اور گرفت کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔

اعتراضات حافظ زبیر علی زئی: حافظ زبیر علی زئی مرحوم غیر مقلد نے اپنے زیر ادارت ماہنامہ ''الحدیث'' میں ''نیموی صاحب کی کتاب آثار السنن پر ایک نظر'' کے عنوان سے ایک مضمون لکھا جس میں انھوں نے یہ ثابت کرنے کی کوشش کی کہ علامہ نیمویؒ کے ''آثار السنن'' میں تناقضات ہیں، ضعیف روایات کا سہارا لیا ہے اور صحیح احادیث پر حملہ کیا ہے۔ علامہ نیمویؒ خود اتنے ماہر عالم نہ تھے۔

مولانا ظہور احمد الحسینی مدظلہ نے ''التحقیق الحسن'' کے نام سے اس کا مسکت اور مدلل جواب لکھا ہے۔ مولانا ظہور احمد صاحب کے کام میں یہ خصوصیت ہے کہ انھوں نے علامی نیموی اور ان کے مستدلات کا دفاع حدیث اور رجال کی بنیادی کتابوں سے کیا ہے۔ اس کتاب میں انھوں نے معترض کی جہالت کی خوب قلعی کھولی ہے۔ اس کتاب کے ابتدا میں علامہ نیمویؒ کے حالات پر ایک گرانقدر مضمون بھی شامل ہے جس سے اس کتاب کی اہمیت اور بھی بڑھ جاتی ہے۔

متداول نسخے اوران کا معیارِصحت: برصغیر پاک وہند میں کتابوں کی طباعت وتصحیح کا معیار ہمیشہ سے بلند نہیں رہا ہے اور یہاں کتابوں کے ناشرین ان کی صحت کا خاص خیال نہیں رکھتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ ''آثار السنن'' کی طباعت کے ساتھ بھی انصاف نہیں ہوا؛ چوں کہ یہ کتاب پاک وہند کے اکثر مدارس میں بلکہ مصر کے کچھ اداروں میں بھی شامل نصاب ہے،اس لیے متعدد ناشرین نے اس کی طباعت کی طرف توجہ دی اور اپنے اپنے معیار کے مطابق اس کتاب کو شائع کیا۔ وہ ناشرین جن کا مقصد فقط حصول زر ہوتا ہے اور صحت کا التزام ان کے پیش نظر نہیں ہوتا، ایسے مطابع سے چھپنے والی کتابوں کا جو حال ہوگا وہ ظاہر ہے۔ یہی حال ''آثار السنن'' کا بھی ہے کہ جن ناشرین نے حصول زر کی خاطر اس کتاب کی طباعت کی، انھوں نے اس کتاب کی صحت کا خیال نہیں رکھا اور متن وشرح میں ایسی فحش غلطیاں کیں کہ جس کی یہ کتاب متحمل نہیں۔ ذیل میں ''آثار السنن'' کے ان متداولہ نسخوں پر تبصرہ ہے جو ہمارے پیش نظر ہیں اور پاک وہند میں مروجہ ہیں۔

آثار السنن مطبوعہ احسن المطابع عظیم آباد: آثار السنن کا یہ نسخہ دو جلدوں پر مشتمل ہے، جسے اس مکتبہ کے مالک مولوی محمد عبد القادر نے اپنے اہتمام سے شائع کیا ہے۔ جلد اول کتاب الطہارۃ تا باب فی الصلوۃ بحضرۃ الطعام پر مشتمل ہے، اور جلد دوم باب ما علی الامام سے آخر کتاب الصلوۃ تک ہے۔ یہ مصنف کی زندگی میں ہی زیورِ طبع سے آراستہ ہوگیا تھا۔ جلد اول اور دوم کے آخر میں مصنف نے اغلاط کی فہرست کا اضافہ کیا ہے، اور اسی طرح جلد دوم کے آخر میں علامہ محمد انور شاہ کشمیریؒ کا قصیدہ بھی مطبوعہ ہے۔ یہ نسخہ شاندار جلی کتابت میں ہے اور صحت میں دیگر تمام نسخوں سے ممتاز ہے۔ اس نسخہ کو حضرت علامہ انور شاہ کشمیریؒ نے اپنے مطالعہ میں رکھا اور دوران مطالعہ اس پر حواشی بھی لکھے جو ''الاتحاف لمذہب الاحناف'' سے موسوم ہے۔

آثار السنن مطبوعہ دارالاشاعت الاسلامیہ کلکتہ: آثار السنن کا یہ نسخہ بھی دو جلدوں میں ہے۔ جو دارالاشاعت الاسلامیہ کولوٹولہ اسٹریٹ کلکتہ سے شائع ہوا۔ جلد اول کے آخر میں علامہ کشمیریؒ کا قصیدہ مطبوعہ ہے اور غلط نامہ کی فہرست بھی ہے، جبکہ جلد دوم کے آخر میں صاحبزادہ نیموی مولانا عبد الرشید فوقانیؒ کے قلم سے علامہ نیمویؒ کا مختصر ترجمہ ہے اور علامہ انور شاہ کشمیریؒ کا شاہکار قصیدہ مع فارسی ترجمہ بھی طبع شدہ ہے۔ اس کے علاوہ جلد دوم کے آخر میں علامہ نیمویؒ کا رسالہ "عمدة العناقید فی حدائق بعض الاسانید" بھی لگا ہوا ہے۔ یہ نسخہ بھی صحت کی تمام تر خوبیوں کو اپنی دامن میں لیے ہوئے ہے۔

آثار السنن مطبوعہ مکتبہ حقانیہ: محقق العصر مولانا فیض احمد ملتانیؒ نے اپنی تحقیق وتخریج کے ساتھ

ایک جلد میں کامل اپنے مکتبہ حقانیہ سے شائع کیا ہے۔مولانا فیض احمد ملتانیؒ صاحب حدیث کے باب میں یدطولی رکھتے تھے۔آپ نے آثارالسنن کے حواشی میں ذکر کردہ حوالوں کی تخریج فرمائی،نہایت عمدہ تحقیق ہے۔متن کی صحت کا معیار ہندوستان کی مطبوعہ کتب سے کم ہے۔علامہ نیمویؒ کے حواشی اس طور سے ملا کر لکھے ہیں کہ معلوم نہیں ہوتا کہ ایک حاشیہ کہاں ختم ہورہا ہے اور دوسرا کہاں سے شروع ہو رہا ہے۔

آثارالسنن مطبوعہ مکتبہ رحمانیہ: مکتبہ رحمانیہ لاہور سے مطبوعہ آثارالسنن بھی ایک جلد میں کامل ہے۔مولانا ذوالفقارعلی صاحب کی تصحیح وتحقیق کے ساتھ شائع ہوا ہے۔سرورق پرآثارالسنن کے ساتھ ''التعلیق الحسن اور تعلیق التعلیق'' کا بھی نام لکھا ہے لیکن کتاب میں ''تعلیق التعلیق'' معدوم ہے۔اگر کہیں ہے بھی تو محقق نے اپنے لفظوں میں اس کا خلاصہ پیش کیا ہے۔متن کی صحت کا خاص خیال نہیں رکھا گیا ہے؛البتہ محقق کی تعلیقات نہایت عمدہ اورگرانقدر ہیں۔

آثارالسنن مطبوعہ مکتبہ البشری: مکتبہ البشری کراچی اپنی اعلی اوردیدہ زیب طباعت کی وجہ سے تمام ناشرین میں اعلی مقام رکھتا ہے۔اہل مکتبہ نے اس کتاب کودیدہ زیب طباعت سے آراستہ کیا ہے۔آثارالسنن کا یہ نسخہ ایک جلد میں مکمل ہے اورطباعت کی ظاہری خوبیوں سے آراستہ ہے۔مگرکاش کہ کتاب کی صحت کا بھی ناشرین کو کچھ خیال ہوتا،درحقیقت آثارالسنن کا یہ نسخہ صحت کے اعتبار سے تمام نسخوں میں کمتر ہے۔اس نسخے میں بیسیوں ایسی غلطیاں ہیں جودیگرنسخوں میں نہیں ہیں۔تتبع سے معلوم ہوا کہ صرف کتاب الطہارۃ میں متن کی (۱۷) غلطیاں اورکتاب الصلاۃ میں ابواب الجمعۃ تا ابواب الجنائز (۱۸) ایسی غلطیاں موجود ہیں جودوسرے نسخوں میں معدوم ہیں۔یہ غلطیاں مختلف صورتوں میں ہے کہیں عبارت ہی محذوف ہے،کہیں اپنی طرف سے عبارت میں ایسی زیادتی ہے جو نہ اصل ماخذ میں ہے اورنہ دیگرتمام نسخوں میں،گویا معلوم ہوتا ہے کہ محققین یا کاتب کا سہو ہے۔مثلا:

(۱) کتاب الطہارۃ، باب صفۃ الغسل ،ص: ۳۶، حدیث: ۹۸ میں عبارت یوں ہے: بلغ عائشةؓ أن عبد الله بن عمرؓ يأمر النساء .... جبکہ کتاب کے دیگرتمام نسخوں اورصحیح مسلم میں صحابی عبداللہ بن عمرو ہیں نہ کہ عبداللہ بن عمر۔

(۲) کتاب الطہارۃ، باب التیمم ،ص: ۵۴، حدیث: ۱۸۷ میں عبارت یوں ہے: التيمم ضربتان، ضربة للوجه.... جبکہ اس روایت کے الفاظ یوں ہیں: التيمم ضربة للوجه..... اس روایت میں ضربتان کا اضافہ ہے جوکہ کتاب کے دیگرتمام نسخوں اورمحولہ کتب میں کہیں موجود نہیں ہے۔

(۳) کتاب الصلاۃ، باب صلاۃ العیدین بست تکبیرات زوائد، ص: ۳۱۰، حدیث: ۷۹۹ کی روایت میں علامہ نیمویؒ نے طبرانی کا حوالہ دیا ہے اور روایت کے الفاظ نقل کرنے میں علامہ نیمویؒ کا اعتماد حافظ ہیثمیؒ کی مجمع الزوائد پر ہے؛ لیکن اس کتاب کے محققین نے بجائے اس کے کہ علامہ نیمویؒ کے الفاظ نقل کرتے، یہ روایت طبرانی سے بعینہ نقل کردی اور اس کا نقصان یہ ہوا کہ اس روایت کے الفاظ میں پوری ایک سطر زائد ہے جو کہ علامہ ہیثمیؒ کی مجمع الزوائد پر اضافہ ہے۔ اختصار کے پیش نظر زائد عبارت درج ذیل ہے:

"ثم یکبر ویرکع فتلك خمس، ثم یقوم فیقرأ بفاتحة الکتاب وسورة من المفصل"

اس کے علاوہ علامہ نیمویؒ کے حواشی "التعلیق الحسن اور تعلیق التعلیق" کے ساتھ بھی انصاف نہیں برتا گیا۔ جا بجا مصنف کی عبارتوں میں قطع و برید کی ہے۔ مصنفؒ پیش کردہ نصوص کے آخر میں انتہی یا انتہی کلامہ لکھتے ہیں، اس نسخے میں اس لفظ کو بالکل ساقط کردیا گیا ہے جو کہ کسی طرح موزوں نہیں ہے۔ اسی طرح موصوفؒ حواشی میں قولہ کے بعد متن کی جو عبارت لکھتے ہیں اہل مکتبہ اس میں بھی قطع و برید کرتے ہیں اور اسے مختصر کرکے کہیں الخ لکھ دیتے ہیں اور کہیں الخ لکھنے کی ضرورت بھی محسوس نہیں کرتے۔ یہ بھی دیکھا گیا ہے کہ علامہ نیمویؒ حاشیہ میں اگر کسی کتاب کا حوالہ دیتے ہیں تو محققین اپنی جانب سے بعض عبارتوں کی بغیر کسی تنبیہ کے قوسین میں تخریج کردیتے ہیں جس سے معلوم ہوتا ہے کہ گویا یہ تخریج مصنف ہی کی ہے۔ ہاں یہ بات اس وقت درست ہوتی جب کہ ابتدا میں اس اضافہ کا ذکر کردیا جاتا اور حواشی میں موجود تمام عبارتوں کی تخریج کرتے، بعض عبارتوں کی تخریج کرنا اور بعض کی نہ کرنا اور اس پر تنبیہ نہ کرنا قابل گرفت عمل ہے۔

ناشرین کتب کو ہمیشہ کتاب کی صحت کا خاص خیال رکھنا چاہیے خصوصا متون حدیث کی صحت کا تو غیر معمولی التزام ضروری ہے؛ تاکہ قارئین کو بھی مطالعہ میں سہولت رہے اور معترضین کو اعتراض کا موقعہ نہ مل سکے۔ آثار السنن جیسی شاہکار (جو برصغیر کے نصاب تعلیم میں شامل ہے) کتاب کو اس کے شایانِ شان ظاہری اور باطنی خوبیوں سے آراستہ ہونا چاہیے اور ہم امید کرتے ہیں کہ ناشرین اس کی صحت کی طرف خاص توجہ فرمائیں گے اور آئندہ ایڈیشن اغلاط سے پاک اور صحت کے اعلی معیار پر فائز ہوگا۔

❁ ❁ ❁

حواشی

(۱۸) بلوغ المرام من ادلۃ الاحکام، باب سترۃ المصلی، ص: ۷۰، رقم: ۲۳۷۔